بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بدر

BADR — QADIAN

ای جہان منتظر خوش باش کاندر گلستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | آن مسیح وقت و آخر مہدی آخر زمان

نمبر ۵ — سلسلہ الجدید جلد ۲

۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۰۶ء

جمعۃ المبارک

سر چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | خود ببینی ہم شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۵ — سلسلہ القدیم جلد ۵

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ ۲۰ روپیہ

معاونین درجہ اول جنکو دو روپیہ پر اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے

معاونین درجہ دوم جن کو ۴ پر اخبار جاری کرانے کا حق حاصل ہے

معاونین درجہ سوم سے عام قیمت پیشگی ۳ روپیہ

عام قیمت بعد سے فی پرچہ ۲ جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار ادا نہ فرمائینگے ان سے بحساب مابعد لیجاویگی۔ نمونہ کے پرچہ کیواسطے ٹکٹ آنا چاہیئے۔ خط وکتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔ جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اُسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد مین نہین مل سکیگا۔ رسید زر اخبار مین چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دی جاویگی۔ روپیہ ارسال کرنیکے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو بذریعہ خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے۔ مینیجر۔ لوکل ۳۔ افریقہ ...

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک وز خبرہائے معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اندر است — منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یکسر مو دوری از آن عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانون کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ مین تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور تعلقون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو۔

وہ الفاظ جنمین حضرت اقدس بیعت لیتے ہین۔ ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ سہ بار۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ سہ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مین اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین۔ پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

۲۶۔ جنوری ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ فرمایا۔ دل مین ان مشکلات کا خیال تھا جو سلسلہ حقہ کی راہ مین ہین۔ تو الہام ہوا سَفِينَةٌ وَّسَكِينَةٌ۔ ترجمہ کشتی اور سکینت۔ ۲۔ دیکھا کہ ایک مربع شکل کا صندوق ہے جس مین دو خانے ہین ایک خانہ مین موت ایک عورت کی شکل مین بیٹھی ہے اور دوسرے خانہ مین اس کی لڑکی ہے۔ وہ عورت مجھے تلاش کرتی ہے اور وہ صندوق گاڑی کی طرح چلتا ہے۔ مین نے اس کو اشارے سے کہا کہ کچھ تاخیر کرو۔ تب وہ متامل سی رہ گئی۔

۲۷۔ جنوری ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ الہام ہوا۔ ورڈ اینڈ ٹو گرس

۲۔ خواب مین دیکھا۔ کہ گویا ایک انگریز مذکورہ بالا الفاظ بار بار بولتا ہے پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ انگریز نہین بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہین۔ جو الفاظ بول رہے ہین اور یہی الہام انگریزی مین ہوا۔ اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی یعنی یہ کہ "وہ ایک کلام اور دو لڑکیان"

۴۔ ایک کتاب دکھلائی گئی۔ اس پر لکھا تھا۔ لائف

۲۸۔ الہام۔ ۲۵ فروری کے بعد جانا ہو گا۔

۲۹۔ خواب مین دیکھا۔ کہ زلزلہ آیا ہے اور زلزلہ شدید ہے لیکن نقصان کچھ نہین ہوا۔ اور ہم اٹھ کر ایک طرف کو چلے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ یہ بیداری ہے۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ تب مین نے کہا کیسی خواب تھی۔

ہدایات برائے وصیت کنندگان

(۱) وصیت کنندگان وصیت کا مسودہ[1] مولوی محمد علی صاحب سے طلب کرین اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کرین اور جہان جہان جگہ چھوڑی گئی ہے وہان حسب حالات خود خانہ پوری کرلین۔ وصیت کے لئے کاغذ مضبوط لگائین

(۲) جہان تک ممکن ہو۔ وصیت کی رجسٹری کرائی جاوے اور وصیت نامہ پر بطور گواہ ورثاء وصیت کنندہ کے دستخط ہوں اور ساتھ ہی شہر یا گاؤن کے دو معزز گواہ ہون۔

(۳) وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہون یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاوین اور جو خواندہ مین وہ دستخط بھی کرین۔ مرد اپنے بائین ہاتھ اور عورت دائین ہاتھ کا انگوٹھا لگاوے

(۴) اگر وصیت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی چاہیئے۔

(۵) وصیت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) وصیت کنندہ کے اگر کوئی خاص حالات ہون اور اس مین کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو وہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے جو انجمن کے مشیر قانونی ہین خط و کتابت کرین

(۷) پنجاب مین جو لوگ مالکان اراضی ہین۔ اور ان کی راہ مین وصیت کرنے مین کچھ دقتین ہین۔ تو ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے تھے سے بجائے وصیت کے اپنی زندگی مین ہبہ کر دین۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثاء بازگشت کے اگر کوئی ہون۔ دستخط کرالین۔ جن سے لیے ورثاء کی رضامندی پائی جاوے اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین کے نام کرا دین لیکن ایسی صورت مین نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایسا ہی وقتاً فوقتاً کرنا ہو گا۔

(۸) اگر مذکورہ بالا ریزولیوشن میں بھی دقت ہو۔ تو جس قدر جائداد کی وہ وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے تھے۔ اس کی قیمت بازاری مقرر کر کے یا اس کو فروخت کر کے زرِ ثمن کو یا قیمت مقرر کردہ کو مجلس کار پردازان قبرستان کے حوالہ کر دین۔ لیکن ایسی صورت مین جب وہ نئی جائداد پیدا کرین تو اس کے متعلق بھی انہین وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہو گا۔

(۹) جو احباب کوئی جائداد نہین رکھتے۔ مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہین۔ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کرین۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین اس وقت دیتے ہین۔ ان کو اس ۱/۱۰ مین شامل رہنے دین۔ یا وہ الگ کر دین۔ اگر وہ اپنے موجودہ چندون کو اس ۱/۱۰ حصہ مین شامل کرنا چاہتے ہین۔ تو جس طرح وہ چندہ بھیج رہے ہین وہ بھیجتے رہین۔ البتہ ان چندون کو منہا کر کے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کے نام بھیجین باقی خط و کتابت اس مجلس کے سکرٹری سے کرین۔ لیکن ان کو وصیت کرنی ہو گی کہ مرنے کے بعد ان کے متروکہ مین سے کم از کم ۱/۱۰ کی مالک انجمن ہو۔

جو صاحب مزید واقفیت قانونی درباره وصیت یا ہبہ بہ تعلق مجلس کار پردازان مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہین۔ وہ وصیت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے کر سکتے ہین۔

(۱۰) کل روپیہ چندہ جو قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیت صورتہا متذکرہ بالا مین بھیجا جاوے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہیئے۔ "فنانشل سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح مقبرہ بہشتی قادیان" اور کسی شخص کے نام یا پتہ پر نہین آنا چاہیئے۔

(۱۱) وصیتین اور ہبہ نامے بعد تکمیل کے سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کے نام آنے چاہیئن۔ اور جو احباب اپنی آمدنیون کی حصے حسب قاعدہ ۹ دینا چاہین ان کی اطلاع بنام سکرٹری اور روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مذکور آنا چاہیئے۔ نوٹ۔ یہ وصیت اور ہدایات باجازت حضرت امام علیہ السلام صدر انجمن کی طرف سے شائع کئے گئے ہین۔ خاکسار محمد علی از قادیان

[1] نوٹ۔ وصیت کی فارم صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرماوین۔

احمدی اور غیر احمدی مین کیا فرق ہے

تقریر حضرت مسیح موعود۔ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۶ء

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسلام لوگون کے دلون مین گھر کر رہا ہے۔ یورپ اور ایشیا کے لوگ اندر ہی اندر اس بات کو بخوبی سمجھ رہے ہین کہ دیگر تمام ادیان باطل ہین۔ مگر دنیا سب کو محبوب رہی ہے۔ یہ ایک زہر ہے۔ جو ایک منٹ کیا بلکہ ایک سیکنڈ مین ہلاک کر دیتی ہے۔ بڑا گناہ جو اس زمانہ مین پیدا ہوا ہے وہ حُبِ دنیا ہی ہے۔ یہ ایک باریک زہریلا کیڑا ہے۔ جو کہ خوردبین سے بھی نظر نہین آتا۔ مسلمانون کے اندرونی فرقے بھی بخوبی جانتے ہین اور ان کو دل پہچانتے ہین۔ کہ کس فرقہ کے اصول عمدہ ہین مگر خدا تعالیٰ اس وقت کیونکر راضی ہو سکتا ہے۔ مگر ان کی اندرونی حالتین خراب ہین قرآن شریف مین آیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اے نبی ان کو کہدے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہین۔ کیا ان کی طرح آنحضرت سود لیتے تھے۔ یا مداہنہ کرتے تھے یا غفلت کرتے تھے۔ یا نفاق کرتے تھے یا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے۔ یہ سب باتین ان لوگون مین پائی جاتی ہین۔ اور انکی حالتین وہ نہین رہین۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ہوا کرتی تھین۔ چاہیئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اسی طرح زندگی بسر کرین۔ تب سچے مسلمان ہو جائین گے۔ ان لوگون کے دلون مین اسلام کا مذہب نہین رہا۔ مگر کتب مین اور آثار مین اسلامی حقیقت موجود ہے۔ صحابہ کی یہ حالت تھی کہ نہ دنیا ان سے پیار کرتی تھی۔ اور نہ وہ دنیا سے پیار کرتے تھے۔ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت مین ایک نئی زندگی حاصل کی تھی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان لوگون کا قدم صحابہ کے قدم پر ہے ہرگز نہین۔ پس خدا تعالیٰ کا منشاء اس سلسلہ کے قیام سے یہ ہے کہ لوگ پھر اس راہ پر چلنے لگین۔ آج کل تو لوگون کی یہ حالت ہے کہ تین تین آنہ کے واسطے جھوٹی گواہیان دیتے پھرتے ہین۔ کیا وکلاء قسماً کہہ سکتے ہین کہ وہ عدالتون مین سچ بولتے ہین اور سچ کی پیروی کرتے ہین۔ وہ صرف اپنا پہلو بچا کر جھوٹ سچ جو کچھ ہو بولتے چلے جاتے ہین۔ کیا یہی دین ہے اور خدا تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تم مطلق العنان ہو جاؤ اور جھوٹ کو شیر مادر سمجھو۔ خدا نے جھوٹ کو شرک کے ساتھ ملا کر ہر دو کی ایک ہی جگہ ممانعت فرمائی ہے جیسا کہ خدا کو چھوڑ کر کوئی شخص بت کے آگے اپنا سر جھکاتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ مین اسی کے ذریعہ سے پار ہو جاؤنگا۔ یہ کس قدر خرابی کی بات ہے اگر کہا جاتا ہے کہ تم جھوٹ کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہین کہ اس طرح تو گذارا نہین ہو سکتا یہ اور بھی بدبختی کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہین کہ وہ گذارا چلا سکتا ہے۔

اس موقعہ پر مثال کے لئے مین اپنی ایک آپ بیتی سناتا ہون

سچ کی آزمائش

از ان جملہ ایک واقعہ ہے کہ تخمیناً ۲۵ یا ۲۶ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا۔ اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون اخبار میں چھپنے کے لئے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھدیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کرنے کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھکو بھیجا ہے۔ اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیجدیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا۔ وہ ایک ایسی نظیر ہے۔ جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا۔ انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈالدیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائیگا اور دو چار جھوٹے گواہ دیکر بریت ہو جائیگی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانجات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھدیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب میں نے بلاتوقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانجات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت۔ یہ سنکر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھکو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا۔ کیا کرنے لگا ہے۔ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے خیر ہے

رسید زر چندہ

- دسمبر ۱۹۰۵ء ۶ - مبارک الدین صاحب
- ؍؍ ؍؍ ۹۴۳ چودہری غلام محمد صاحب
- ؍؍ ؍؍ ۱۰۱ مولوی غلام حسین صاحب
- ؍؍ ؍؍ ۹۴۷ مستری عبد الکریم صاحب
- ؍؍ ؍؍ ۱۶۹ مستری فیض علی صاحب
- ؍؍ ؍؍ چودہری اللہ دتا صاحب نمبردار
- ؍؍ ؍؍ فضل محمد صاحب
- ؍؍ ؍؍ ۹۴۲ مولا بخش صاحب
- ۹ جنوری ۱۹۰۶ء - ہاشم صاحب گرداور
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۱۳۴۴ مولوی الٰہی بخش صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۹۱۹ بلوخان صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۱۳۱۹ سید عبد الستار صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۱۹۱ طفیل احمد صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۴۵۵ محمد [illegible] خان صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۱۳۱۲ مولوی غلام [illegible] صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۹۴۷ - [illegible]
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۹۵۲ عبد الرشید صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۳۶۵ میاں عبد الصمد صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۸۳۵ مولوی گلاب الدین صاحب
- ۱۱ ؍؍ ؍؍ ۱۲۲۷ میاں عبد العزیز صاحب
- ۱۲ ؍؍ ؍؍ ۱۴۵۵ [illegible] صاحب
- ۱۲ ؍؍ ؍؍ ۱۴۱ [illegible] احمد صاحب
- ۱۳ ؍؍ ؍؍ ۱۱۱ بابو عطا الٰہی صاحب
- ۱۳ ؍؍ ؍؍ ۹۵۹ [illegible] علی صاحب
- ۱۳ ؍؍ ؍؍ ۹۴۶ محمد حیات خان صاحب
- ۱۳ ؍؍ ؍؍ ۱۱۱ مولوی عزیز بخش صاحب
- ۱۴ ؍؍ ؍؍ ۱۴۱ [illegible] علی صاحب
- ۱۴ ؍؍ ؍؍ ۹۵۵ [illegible] صاحب
- ۱۴ ؍؍ ؍؍ ۱۴۳ [illegible] صاحب
- ۱۴ ؍؍ ؍؍ [illegible] محمد صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۱۴۵۵ بابو شاہ الدین صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۱۴۳ حافظ محمد صاحب
- ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء ۱۳۴۴ - عزیز الرحمان صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۹۰۶ شیخ رحمت اللہ صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۲۰۳ خلیفہ رشید الدین صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۱۱۷ سید یوسف صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۲۹۸ تاج محمود صاحب
- ۱۵ ؍؍ ؍؍ ۴۴۵ عمر الدین صاحب
- ۱۶ ؍؍ ؍؍ ۱۱۸ عبد الرحمان صاحب
- ۱۷ ؍؍ ؍؍ ۹۹۸ عبد الواحد صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ ۱۰۱ [illegible] صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ ۹۹ نور احمد صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ احمد الدین صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ ۱۸۱ بلند خان صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ ۵۱ محمد حسین صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ ۹ نواب خان صاحب
- ۱۸ ؍؍ ؍؍ غلام علی صاحب
- ۱۹ ؍؍ ؍؍ ۵۱ ڈاکٹر میر محمد حسین صاحب
- ۱۹ ؍؍ ؍؍ ۲۲۷ شیخ محمد اسماعیل صاحب
- ۱۹ ؍؍ ؍؍ ۵ مرزا محمد امین صاحب
- ۲۱ ؍؍ ؍؍ ۹۵۷ خیر الدین صاحب
- ۲۱ ؍؍ ؍؍ شیر محمد صاحب مدرس
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ محمد شریف خان صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ڈاکٹر یوسف علی صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ۱۵۳ سید ناصر شاہ صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ۴۵۴ شفیق الدین احمد صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ۲۰۴ منشی محمد الدین صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ۲۸۶ محمد میر صاحب
- ۲۲ ؍؍ ؍؍ ۲۱۲ محمد افضل خان صاحب
- ۲۳ ؍؍ ؍؍ ۹۶۵ امام الدین صاحب
- ۲۳ ؍؍ ؍؍ ۹۳۷ محمد امیر صاحب
- ۲۳ ؍؍ ؍؍ ۹۸۹ بابو برکت علی صاحب
- ۲۳ ؍؍ ؍؍ [illegible] نذیر احمد صاحب
- ۲۴ ؍؍ ؍؍ ۱۴۳ کرم الٰہی صاحب
- ۲۴ ؍؍ ؍؍ ۹۵۹ کرم الدین صاحب
- ۲۴ ؍؍ ؍؍ ۹۷۱ کرپال سنگھ صاحب
- ۲۵ ؍؍ ؍؍ ۸۵۰ عبد الواحد صاحب
- ۲۵ ؍؍ ؍؍ ۳۱۷ شیخ عبد اللہ صاحب
- ۲۶ ؍؍ ؍؍ ۹۸۸ مرزا محمد بیگ صاحب
- ۲۶ ؍؍ ؍؍ ۱۱۹ میاں علی بخش صاحب
- ۲۶ ؍؍ ؍؍ ۹۶۵ سید جعفر علی صاحب
- ۲۶ ؍؍ ؍؍ ۱۳۸۷ سید رسول بخش صاحب احمدی

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت ۔ حسنِ خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہلِ تقویٰ اصحاب کے لئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جماعت پر شفقت مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں مولوی مبارک علی صاحب کے ایک لڑکے کے ہیضہ سے فوت ہو جانے کی خبر آئی۔ اس پر حضور نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہم تو ہر وقت اپنی جماعت کے مخلص احباب کے رنج و راحت میں حصہ لینے کو تیار ہیں اور جیسے کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعا میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی ہم ہر ایک دوست کے لئے دعا کرنے کو تیار ہیں۔ سب احباب کو اطلاع کر دینی چاہئیے۔ کہ ہر سخت بیماری میں ہم کو اطلاع دیا کریں۔ اور خدانخواستہ دیری کا احتمال ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیا کریں ہم دعا کریں گے۔ خدا قادر ہے۔ وہ اپنے فضل سے دعا کے ذریعہ سے بیماروں کو بھی بچا سکتا ہے۔ میں نے حضرت اقدس کا یہ پیغام بغرض اندراج اخبار شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو پہنچا دیا تھا۔ غالباً انہوں نے درج اخبار کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اقدس کا ارشاد اس خاص موقعہ پر تھا۔ مگر ہم نے اپنے سالہا سال کے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ہر ایک مخلص مرید سے اس کے اخلاص اور محبت کے مقابل اس پر غائیت درجہ کا تعلق ظاہر فرمایا کرتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی پر کوئی مصیبت آجاوے۔ تو اس قدر اس میں ہمدردی اور مروت اور غمخوار توجہ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ گویا کہ خود اس کے درد اور غم سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے اس قدر دعائیں کرتے ہیں کہ بہت کم والدین ہیں۔ جو اپنی اولاد کے لئے اس قدر سوز و گداز رکھتے ہوں۔ جو حضرت اقدس کو اپنے خدام سے ہے۔ بلکہ بارہا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ دعا ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک دوستوں کے دکھ اور درد میں اپنے اوپر نہ لے لوں۔ چنانچہ ہم نے یہ خود دیکھا۔ کہ واقعی حضرت اقدس کی وہی حالت ہوتی ہے۔ جو ایک سچے مونس و غمگسار اور سچے طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنے والے انسان میں ہونی چاہئیے جیسے کہ انبیاء اور مرسل ہوتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ آج ہم اپنے درمیان اس محبت اور خلق محمدی کا نمونہ اس مسیح موعود میں دیکھتے ہیں۔ کہ جو خلق خدا کے لئے اپنی جان فدا کرنی اور ان کے لئے سچی ہمدردی کرنی اپنا عین مقصد سمجھتا ہے۔ رسول اللہ کا عشق جس کی جان ہے اور جو اس امت محمدیہ کی بہبودی کے لئے اپنے سینہ میں ایک خاص محبت اور جوش رکھتا ہے۔ اور کیسے ظالم ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے دل کو دکھ دیتے ہیں۔ جس کے ہر ایک گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچی ہوئی ہے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں۔

نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمدؐ

تیری خاطر ہی یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ

اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

۶- دہلی کا سفر مولوی صاحب مرحوم کی علالت سے اِتنی روز پہلے حضرت ام المومنین صاحبہ کا ارادہ دہلی جانے کا تھا۔ چنانچہ جس روز میں قادیان پہنچا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب دو چار روز کے بعد دہلی تشریف لے جانے والے ہیں۔ مگر جب مولوی صاحب کی علالت نے طول پکڑا۔ اور مرض علی بدن ترقی کرنے لگی۔ تو حضرت اقدس نے دہلی جانے کا ارادہ بالکل فسخ کر دیا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے بھی (جو للّٰہی کاموں میں کسی قسم کی مدد سے دریغ نہیں فرماتیں۔ اور ہر ایک مخلص مرید کو اپنے بچوں کے برابر سمجھتی ہیں) یہ مناسب نہ سمجھا کہ مولوی صاحب کی علالت کے ایام میں دہلی جاویں۔ اگرچہ ان کو بعض خانگی امور کی وجہ سے جلدی جانا ضروری تھا۔ مگر انہوں نے مولوی صاحب کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور کا دہلی تشریف لے جانے کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ فرمایا۔ مولوی صاحب کی بیماری کی وجہ سے میں نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ یہ شرط مروت کے خلاف ہے۔ کہ مولوی صاحب کو ایسی بیماری میں چھوڑ کر میں دہلی چلا جاؤں۔

۷- خدام کو نصیحت فرمایا۔ کہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولوی صاحب کے لئے دعا کریں اور یہ بھی فرمایا۔ تم اپنے بھائی کے لیے دعا کرو۔ اور اس طرح سے اپنے بھائی کی مدد کرو

۸- خدا تعالیٰ پر بھروسہ حضرت اقدس نے اخیر دم تک مولوی صاحب کے لئے دوا اور دعا سے کام لیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہوئے۔

اگرچہ بعض[1] الہامات صاف موت کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ اور بعض خوابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ الہاموں میں مولوی صاحب کا نام نہ تھا (اگرچہ بظاہر انہی کی بیماری کی طرف اشارہ معلوم ہوتا تھا) پھر بھی اپنی نیک فال لینے والی طبیعت سے جب تک کہ خدا تعالے کی طرف سے تصریح نہ ہوئی نہ چاہا۔ کہ ان الہامات کو خود اس عزیز کی طرف منسوب کریں۔ اور اخیر تک خدا کی جناب سے مایوس نہ ہوئے۔ کہ وہ موت میں تاخیر ڈال دے۔ چنانچہ جب کبھی مولوی صاحب کی نازک سے نازک حالت کی ہمنے اطلاع دی۔ یہی فرماتے۔ کہ خدا سے مایوس مت ہو۔ وہ شخص بہت بدقسمت ہے۔ جو اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ میں تو اس کے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں۔

ایک دفعہ علاج کے متعلق ذکر ہو رہا تھا۔ مجھے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس ملک کے اکثر ڈاکٹر یورپ کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اس کے متبع ہوتے ہیں۔ مگر ہم ہر وقت خدا کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اسی کے اتباع کو اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔

ایک دن فرمایا۔ مصیبت کے زخم کے لیئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں۔ جیسے اللہ تعالے پر بھروسہ کرنا۔

چنانچہ ہم اس بات کو حضرت اقدس کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جیسے ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بالخصوص مولوی صاحب کی بیماری میں تو ہمنے خدا کے عجائبات پر ایمان کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دیکھا۔ یعنی ایک طرف تو مولوی صاحب کی حالت ایسی نازک ہے اور دوسری طرف الہام[2] ہو رہے ہیں۔ کہ جن سے موت ہی کی خبر ملتی ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اپنی امید کو

---

[1] حاشیہ: مثلاً ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء - اذا جاء افواج وسمع من السماء یعنی آسمان سے فوجیں اور زہر اترا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - ۴۷ سال عمر انا للہ وانا الیہ راجعون - ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء - کفن میں لپٹا گیا۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء - انا المنایا لا تطیش سہامہا۔ موتوں کا تیر خطا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ - اور اس سے بہت عرصہ پہلے کا الہام تھا دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ نیز از بعد مورخہ ۲۷- اپریل ۱۹۰۵ء - کوئی روح کہتی ہے۔ "ہمنے وہ جہان چھوڑ دیا ہے" (حضرت اقدس نے فرمایا) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائے گا۔

[2] مثلاً خواب میں تین بار سورہ فاتحہ پڑھی۔ اور خوابوں کے حصے جن میں مولوی صاحب کو صحت میں دیکھا۔ اس سے درمیانی صحت مراد تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کاربنکل سے بالکل نجات دیدی۔ بہت عرصہ پہلے یہ بھی دیکھا گیا تھا۔ کہ جس چبارہ میں مولوی صاحب رہتے ہیں۔ وہ چوبارہ گر گیا۔

نہیں تڑپتے۔ اور دعائیں اس درجہ تک کوشش کرتے۔ کہ گویا اس پیارے اور عزیز کے لیئے اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ تاکہ اگر کسی طرح سے ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس خادم دین کی موت میں تاخیر ڈال دے۔

غرض تو دن رات دعائیں ہی گذرتا تہا۔ ۳۰ ستمبر کو فرمایا کہ ہم جنگل میں جا کر دعا کرینگے۔ اور سب جماعت کو حکم دیا۔ کہ وہ ایسا کریں۔ اور علیحدہ علیحدہ ہو کر سجدہ میں گر کر دعائیں مانگیں ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کسی کی دعائیں اثر ڈالے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ وہ ایسے اسباب پیدا کر دے۔ جو ان کی مرض کے لئے مفید اور معاون ہوں۔ صحت عطا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

اس قدر دعائیں کرنا۔ گویا کہ رات دن دعائیں مصروف رہنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سوائے ان اولیاء کے کہ جن کو خاص خدا سے تعلق اور پیار ہوتا ہے۔ ورنہ ہر کا دل خدا کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسے دعا کے لئے توفیق ہی نہیں ملتی اور اگر ہاتھ اٹھاتا بھی ہے تو مرے ہوئے دل سے۔ اور پھر تنگ کر اس سے بھی رہ جاتا ہے دعاؤں میں کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا یا اب ہم اس کے کامل بروز اور مظہر حقیقی امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں دیکھتے ہیں۔ جس کو یاور نہ ہو وہ خود کچھ عرصہ صحبت میں رہ کر دیکھ لے۔ اور اگر طالب حق مقصود ہو۔ تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ہے کہ ہر ایک سعید الفطرت اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر ہم پہنچے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ ۔ وما توفیقی الا باللہ

۹۔ حضرت کا پیغام مولوی صاحب کو

یہ ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم پر جب عمل جراحی کیا گیا۔ تو اس روز سے جیسے کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ حالت نہایت ردی ہو گئی تھی۔ اور بظاہر کوئی بچنے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب ساڑھے گیارہ گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضرت اقدس کی دعا سے پھر مولوی صاحب کو ہوش آ گئی۔ اور بے ہوشی کی حالت کے بعد زور اور زندگی کی ہی درستی ہوئی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نئی جان عنایت فرمائی۔ اس سے اگلے دن مولوی صاحب کی حالت بہت اچھی تہی۔ اور کاربنکل کا تمام ردی مواد کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ مولوی صاحب اور ان کے تمام احباب اور عزیز اس تبدیلی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے۔ اس روز جو میں مولوی صاحب کو پٹی لگانے کے لیئے جانے لگا۔ تو حضرت اقدس حسب معمول مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اور مولوی صاحب کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ مجھے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو خطرناک حالت سے نجات دی ہے اور اس تکلیف دہ عارضہ سے مخلصی بخشی ہے۔ ہم نے ان کے لیئے بہت دعا کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے۔ وہ فرشتوں سے جا ملتا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب سے کہنا کہ وہ میرے لیئے بھی دعا کریں۔ کہ میرے جو مقاصد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کامیاب کرے۔

میں نے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبد الکریم کو سنایا۔ اس وقت اخویم مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پر آب ہو گئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنے اخلاص اور فدائیانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے۔ یہاں تک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی۔ تو فرمایا۔ کہ اس کی سچائی کا یہ کیسا بین ثبوت ہے۔ میں کیا اور میرے لیئے اس قدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اپنے وعظوں تقریروں اور تحریروں کو دیکھ کر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تہا۔ کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اس کا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کے لیئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہمارا فرض ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں۔ تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تہا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا۔ وہ بھی عرض کر دیا۔

اس پر فرمایا اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانے میں میرا ایک بڑا بھاری مقصد یہ بھی تہا۔ کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اس لئے ہماری یہ مراد تھی۔ کہ اس رنگ میں بھی وہ اپنی شفا کے لئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے۔ اور اس کی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے۔ اور ان پر رحم اور فضل اس کی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوائے کسی میں نہ پاؤ گے۔ جن کو خود خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۰۔ حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب

جو کچھ کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اس سے حضرت اقدس کی محبت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپ کو کہاں تک دل سے عزیز تھے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا ہم و غم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تہی۔ کہ وہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں دیکھ نہ سکتے تھے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تھے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تھے۔ حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہو گئے تھے اس کے علاوہ کئی راتوں کی بے خوابی اور بے چینی سے اور بھی ضعف زیادہ ہو گیا تہا۔ آپ نے مجھ سے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کے لئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جا کر نماز پڑہوں گا۔ (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑہی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے۔) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھوں گا مگر میں ضعف دل کی وجہ سے سیڑہیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجھے اس موقعہ پر اپنے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آ گئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بھی مولوی عبد الکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ خادمانہ تعلق تھا۔ اور مرحوم مولوی صاحب سے غایت درجہ کی محبت رکھتا تہا۔ اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تہا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بھی فدائی اور جان نثار رفیق تھا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بھی بے جا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کے آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروز پور میں تہا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تہا۔ کہ ہر وقت اس کا ان کی طرف دھیان لگا رہتا تہا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تہا اور خود اس قابل نہ تہا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کر کے حضرت اقدس تک پہنچ سکے۔ اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر مل جاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے۔ کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پہر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا۔ حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکھا۔ میں اُسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجھ لے۔ کہ ایسا دل بجز خدا کے خاص الخاص پیاروں اور ماموروں کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے۔ جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مار نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور وہ اپنی آلائشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف

۱؎ مفصل حالات کے لئے دیکھو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ اور انشاء اللہ جلد شائع ہوگی

ہو کر خدا کی رحمت سے حصہ لے۔ اور ٹھٹھا کرنے والے اور جھٹلانے والے گروہ سے دور ہو۔ آمین۔

خط مفصلہ ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و مجی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت جو میں درد سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھکو تار ملی جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا چاہیئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں۔ کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھو۔ نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز نا امید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملی میرا ایسا حال ہوا۔ کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بے قرار ہیں اس وقت ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا کیونکہ کل سے وہ بھی مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اس وقت اٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اس بارہ میں کیا حرج ہے۔ کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں۔ جس کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ وہ معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ جوزہ کا شوربا یعنی یخنی ضرور کھانے کو ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵ اپریل ۱۹۰۱ء

الراقم۔ خاکسار مرزا غلام احمد قادیان

یہ وہ خط ہے۔ کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کی حالت میں پہنچا اور اس نے خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی۔ گویا کہ اسے اس خط کا انتظار تھا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسے سخت تکلیف کے بعد دو سال تک برابر اُسے سخت تکلیف رہی مہینوں بھر وہ رات کو نہیں سویا۔ اور اتنا دبلا ہو گیا تھا کہ مجھے کہا کرتا تھا کہ بہائی جی۔ اگر کسی میڈیکل کالج کے طالب علم نے ہڈیوں کا علم تشریح پڑھنا ہو۔ تو مجھ پر پڑھ سکتا ہے۔ آخر میں خون کے اسہال جاری ہو گئے۔ مگر اس مرحوم سے جب کسی نے طبیعت کا حال پوچھا تو یہی جواب دیتا تھا۔ کہ الحمد للہ۔ خدا کا بڑا مجھ پر فضل ہے۔ میں خوش ہوں۔ اور اس میں کوئی بناوٹ اور تصنع نہ ہوتا تھا۔ واقعی اس کا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تھا۔ اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ و شکایت یا یاس کا لفظ اپنے مونھ پر نہ لایا۔ اپنی والدہ اور ضعیفہ دادی کو ان الفاظ میں تسلی دیا کرتا تھا۔ کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک ہمیشہ صحت اور تندرستی میں رکھا۔ اب میں تھوڑے دنوں کی بیماری سے اس پر شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں۔ کہ اس کی شکایت کی جاوے۔ اس کا شکریہ کرو۔ اور اس سے فضل مانگو۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تھا صبح کی نماز پڑھ کر فوت ہوا۔ اور اس کا چہرہ اس وقت تبسم کر رہا تھا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تھا۔ اور خود ہی اپنے ایمان واسلام و حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکریہ کیا۔ اور اپنے منہ سے کلمہ شہادت پڑھ کر۔ قبلہ کی طرف مونھ کر کے سو گیا۔ اور اپنے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا۔ جن کا کہ اُسے کمال عشق تھا۔ اور ہر ایک بات میں ان کی اتباع میں لذت اور سرور پاتا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے کمال خوبی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو پچیس سالہ عمر میں آج لے کر کے واصل الی اللہ ہوا۔ اور ہم ابھی اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ اولیاء اللہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ گویا وہ ایک شیشہ تھا۔ جو لبالب عطر سے پر تھا۔

اب میں نہایت سچے دل سے ان اصحاب سے پوچھتا ہوں جو اپنے اندر تعصب نہیں رکھتے۔ اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے۔ جو اپنی اتنی تھوڑی سی عمر میں صرف چند سالہ تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچ گیا۔ کہ کوئی بڈھا اور جوان کہ کبھی [illegible] خدا کی رفتار سے غافل نہ کر سکا۔ اور اس کا دل ایک [illegible] لئے منزل نہ ہوا اور وہ اپنے اندر ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکھتا تھا۔ کہ ہر کہ و مہ اور ہم مذہب اور غیر مذہب جن کو اس سے واسطہ پڑا اس کے دلدادہ اور ثناخوان تھے۔ آپ ذرا [illegible] اپنے اندر غور کر کے دیکھیں۔ کہ کیا آپ نے اپنے اندر وہ روحانی تبدیلی کی ہے۔ جو اس نوجوان نے کی تھی۔ [illegible] رسول ایسا ہی پیارا ہے۔ جیسے اس نوجوان کو تھا۔ اگر نہیں تو بتاؤ۔ کہ پھر اس سے بڑھ کر اور نعمت اس جہان میں مومن کے لئے ہے۔ اور اگر تم اس نعمت سے مالامال ہونا چاہتے ہو تو آؤ۔ اور اس مسیح آخرالزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تم کو پہنچا سکتا ہے۔ اور اس زمانہ میں اس کو اللہ تعالیٰ نے کل جہان میں سے امام زمان منتخب کیا ہے۔ آؤ اور ان نعمتوں سے حصہ لو۔ جو یہ لایا ہے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک نہیں ایسے صدہا ہیں۔ جو مردہ تھے۔ اور اس مسیح کے ہاتھ پر زندہ ہوئے۔ اور ان میں سے ایک میں ہی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کامل بزرگ کی طفیل ایک روحانی موت کے بعد زندگی عطا فرمائی [illegible] اگر خدا کو پانا چاہتے ہو۔ تو اس کی سیدھی راہ یہی ہے۔ اور اس [illegible] کے مصداق نہ بنو۔

صد حیف کین گروہ عجب بے نیاز ماندہ اند
[illegible] کہ ازین خاک تگذرم

(باقی آئندہ)

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یکبار
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ لیکن عہ سے کم اجرت کا اشتہار نہیں لیا جاویگا ضمیمہ حساب فی سلیپ اخبار کے ساتھ تقسیم کیا جاویگا ضمیمہ بھیجنے کے لئے نمونہ ارسال کر کے بذریعہ خط وکتابت فیصلہ کریں ایڈیٹر کو اختیار ہے کہ کسی اشتہار کے لینے سے انکار کر دے اجرت اشتہارات پیشگی ادا ہونی چاہیئے مستقل اشتہار دینے والوں کو اخبار مفت بھیجا جاویگا۔ بشرطیکہ ان کے اشتہار کی اجرت ۲۵ سے کم نہ ہو۔ جن کے اشتہار کی اجرت ۱۲ روپیہ سالانہ ہوگی ان کو اخبار مفت۔ لیکن محصول ڈاک اشتہار دینا پڑے گا۔

اختیار الاسلام

حصہ چہارم

اختیار الاسلام حصہ چہارم جواب تہذیب الاسلام [illegible] عزیز احمد کاغذ پر خوش خط چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت و قبولیت ڈالی ہے کہ ہمارے مخالفین بھی خوبی کلام اور عمدگی جواب پر عش عش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تہذیب الاسلام کے کوئی جواب لکھے ہیں مگر [illegible] تہذیب الاسلام [illegible] [illegible] کو زندہ [illegible] [illegible] فیضان حاصل [illegible] [illegible] چاہئے کہ [illegible]

درخواستیں بنام ماسٹر عبدالرحمان قادیان آویں

بدر قادیان

مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۰۶ء

پارلیمنٹ

(زمینی و آسمانی)

آج کل سب اخباروں میں برطانیہ اعظم کی پارلیمنٹ کی تبدیلی کی خبریں کثرت سے لکھی جاتی اور شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ چونکہ یہی پارلیمنٹ دراصل تمام سلطنت انگلشیہ پر حکومت کرتی ہے۔ اور اس کے مجوزہ امور اور منظور شدہ قوانین کا رد کرنا گو بادشاہ کے اختیار میں ہے۔ لیکن ان اختیارات کا کبھی ظہور نہیں ہوتا۔ اس واسطے ہندوستانی رعایا کے واسطے اپنی اس حکمران مجلس کے حالات سے آگاہ ہونا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ لہذا مختصر الفاظ میں اس کے طرز و طریق اس جگہ بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کیونکہ اکثر عام لوگ ایسی باتوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔

برطانیہ کی حکومت ایک بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ملک کے قانون کے برخلاف کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتا۔ اس کے ماتحت دو مجلسیں ہیں۔ مجلس اُمرا۔ و مجلس عوام۔ اسی کا نام پارلیمنٹ ہے۔ مجلس اُمرا کے ممبر عموماً عمر بھر کے لیے منتخب ہوتے ہیں۔ اس میں دو قسم کے لارڈ ہوتے ہیں۔ دینی لارڈ اور دنیوی لارڈ۔ یعنی پادری صاحبان۔ اور بڑے بڑے رئیس۔ تعجب ہے کہ وہ بزرگ جو لوگوں کو یہ تعلیم دینے کے واسطے مقرر ہیں۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گذرنا آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ دولتمند آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو۔ خود رئیسا اور اُمرا کی مجلس کے ممبر بنتے ہیں۔ مجلس عوام یعنی ہوس آف کامنز کا انتخاب سات سال کے بعد ہوتا ہے اور اسی انتخاب کے آج کل دن ہیں۔ اس میں تمام ملک میں سے ہر ایک علاقہ سے جن کو یہ حق دیا گیا ہے۔ ایک دو یا زیادہ ممبر عام لوگ کثرت رائے کے ساتھ مقرر کرتے ہیں اور ان کا تقرر اس طرح سمجھنا چاہیئے۔ جس طرح ہمارے شہروں میں میونسپل کمیٹیوں کے ممبروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ اور شہر میں پرچیوں اور پرچی والوں کا ایک کہرام مچتا ہے۔ برطانیہ میں مختلف قسم کے خیالات ملکی کے لوگ اپنے اپنے قسم کے آدمیوں کے حق میں رائے دیتے ہیں۔ بڑے فریق دو ہیں۔ ایک لبرل یعنی آزادی پسند لوگ۔ جو آئندہ ترقی چاہتے ہیں۔ اور گذشتہ طریق حکومت میں مناسب تغیر کے خواہاں رہتے ہیں۔ دوسرے کانزروے ٹو جو قدیم رسومات کی پابندی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور بہت تبدیلیوں اور آزادیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ آجکل کے انتخاب میں لبرل فریق کے ممبر زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور غالب رائے یہی ہے۔ کہ اس دفعہ پارلیمنٹ لبرل زبردست رہے گی۔ لیکن ان بڑے فریقوں کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے فریق بنتے جاتے ہیں جو دراصل ان بڑے فریقوں میں سے کسی نہ کسی ایک فریق کی شاخ ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل ایک نیا فریق مزدوری پیشہ لوگوں کے حامیوں کا بن گیا ہے۔ جو کہ لیبورائے ٹس کہلاتے ہیں۔ یہ فرقہ بھی اب ترقی کرتا جاتا ہے۔

ان انتخابات میں بڑی بڑی لڑائیاں۔ جھگڑے۔ تقریریں تحریریں۔ اور بعض دفعہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جب ایک وزارت کسی امر میں ناکامی حاصل کرتی ہے تو وہ وزارت توڑ ڈالی جاتی ہے۔ اور نئی وزارت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ ہے ہماری گورنمنٹ کی انتخابی حکومت کا طرز و طریق۔

اب میں احکم الحاکمین سلطان الارض والسموات کے انتخاب کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ بہت سی باتوں میں آسمانی انتخاب کا طریق زمینی انتخاب کے بالکل برخلاف ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت کا ایک نمونہ ہوا کرتا ہے خدا تعالیٰ زمینی بندوں کی ہدایت کے واسطے ہمیشہ ایک ایسا آدمی منتخب کرتا ہے۔ جو دنیا کا روحانی سردار بنے۔ اور اپنی قوت قدسیہ کے ساتھ سب کو نیکی اور ہدایت اور حیات جاودانی کی طرف لے جائے۔ وہ زمین پر اس ذوالجلال و الاکرام کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے ایک روحانی بادشاہ بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ جو نعمت اس کو عطاء کی جاتی ہے۔ اس کے سامنے تمام زمینی بادشاہتیں ہیچ ہیں۔ اسی پر اس زمانہ کے روحانی بادشاہ نے فرمایا ہے۔

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند
با فر تو فر خسروان را چہ کند
چوں بندۂ تست ہر کہ باشد با عز و جلال
بعد از تو جلال دیگراں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

خدائی انتخاب میں سب سے پہلی عجیب بات یہ ہے کہ مخلوق کی نظروں اور راؤں کے بالکل برخلاف ایک ایسا آدمی چنا جاتا ہے۔ جو عوام کی نگاہ میں نہ علم رکھتا ہوں۔ نہ بڑی شہرت والا ہو۔ نہ کسی بڑے شہر کا پنچ ہو۔ وہ ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ جو کہ اگر اس کے زمانہ کے لوگوں سے ووٹ لیا جاوے۔ تو ایک شخص کا بھی وہم و گمان اس کی طرف نہ جائے۔ اور کوئی بھی اس کے حق میں اپنا ووٹ نہ دے۔ تب خدا اس کے حق میں اپنا ووٹ دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس کے حق میں ووٹ دیں۔ اور وہ فرشتے خدا کے نیک بندوں کے دل میں تحریک کرتے ہیں۔ کہ اس کے حق میں ووٹ دیں۔ دنیا کے برخلاف وہ وہ لوگ سخت مخالفت کا جھنڈا اس کے مقابلہ میں کھڑا کرتے ہیں۔ اور پکار پکار کر اس کے برخلاف دو ٹلیں دیتے ہیں۔ اور فتوے لگاتے ہیں اور ہنگامہ برپا کرتے ہیں۔ اور شور و غل مچاتے ہیں۔ اور تقریریں کرتے ہیں اور اخبار میں لکھتے ہیں۔ اور خود اس پر پتھر پھینکتے ہیں۔ اور اس کو قتل کر دینے کی سازش کرتے ہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے ایک پروانہ نازل ہوتا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

تب اس کے تمام مخالف خائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اکیلا کامیاب ہو جاتا ہے۔

پھر برخلاف دنیوی انتخاب کے قانون کے اس کے برخلاف ایک میجارٹی یعنی کثرت رائے ہوتی ہے۔ اس کی موافقت میں ایک مناریٹی یعنی قلت رائے ہوتی ہے۔ اور وہ بھی نہایت غریب کس مپرس مناریٹی۔ یہ سب کچھ اس واسطے ہوتا ہے کہ دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ درحقیقت وہ خدا کی طرف سے ہے کہ باوجود اس قدر بے سرو سامانی کے اور اکیلا ہونے اور لوگوں کی مخالفت کے پھر وہی کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیوی رنگ میں تو ہم صاف دیکھ رہے ہیں۔ اور مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کہ دنیوی اُمور میں وہی فتح پاتا ہے۔ جس کے ساتھ کثرت رائے ہوتی ہے۔ پس اس کے ساتھ یہ ایک معجزہ ہوتا ہے۔ جس سے خلق عاجز ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی نظروں میں وہ ایک خارق عادت امر ہوتا ہے۔ کہ ایک غریب بے کس یتیم کس مپرس انسان باوجود اس قدر مخالف کثرت رائے کے میدان میں فتح پائے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس انتخاب کی کمیٹی کا امیر دنیوی کمیٹیوں کے پریزیڈنٹوں کی طرح صرف اس واسطے نہیں ہوتا کہ وہ خاموش ہو کر بیٹھا رہے۔ اور اپنی کوئی رائے دینے کا اس کو حق نہ ہو۔ صرف اختلاف رائے کے وقت وہ دو رائیں دے سکے۔ بلکہ یہ پریزیڈنٹ تمام راؤں کا مالک ہے۔ اس کی ایک رائے دوسروں کی تمام راؤں سے بڑھ کر ہے۔ وہ چاہے۔ تو کثرت کو قلت کر دے اور چاہے تو قلت کو کثرت کر دے۔ یہ سب کچھ اس واسطے ہے۔ کہ دنیا اس کو جان لے اور اس کو پہچان لے اور اس کو مان لے۔ کہ وہ ہے۔ اور طاقت والا ہے جو چاہے سو وہ کر دینے والا ہے۔ اس انتخاب کی ایک تازہ بتازہ نظیر اس وقت دنیا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں موجود ہے جس کے برخلاف سخت سے جاری اب تک رہا ہے۔ مگر وہ دن بدن ترقی کرتا اور فتح پر فتح پاتا چلا جاتا ہے جس کسی کا جی چاہے دیکھے اور نجات حاصل کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک خط اور اس کا جواب

(از محمد سرور)

جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلے میں آپ کے خط کا خلاصہ درج کرتا ہوں۔ اور پھر اس کا جواب لکھوں گا۔ **خلاصہ خط حکیم صاحب**۔ میں آپکے (مرزا صاحب) کے حالات سے ایسا واقف ہوں۔ کہ جو حضور میں رہتے ہیں۔ شاید وہ بھی کم واقف ہوں گے۔ میں جناب کی نیکی اور خدمت اسلام کا مشکور ہوں۔ اور دل سے معتقد ہوں۔ اور میں نے بہت سے لوگ آپ کی بیعت کے لئے بھیجے ہیں۔ اور آپ ہی بیعت کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اب بھی انکار نہیں ہے۔ پر آپ کا دعوے نبوت یہ آپ کا حال ہے۔ اور محال بمقابلہ قرآنمجید اور عمل رسول اللہ دلیل نہیں ہے۔ میری تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ اور جو کچھ فرماویں۔ وہ مانتا ہوں۔ پس آپ پر فرض ہے۔ اور مناسب مشورہ بھی یہی ہے۔ کہ آپ سب کام چھوڑ کر علمار دین سے نبوت کا فتویٰ حاصل کریں۔ ورنہ تو پھر یہ دعویٰ چھوڑ کر اور کام کریں۔ اگر ہند کے علمار لائق نہیں۔ تو سلطان روم یا امیر کابل سے فتویٰ لیں۔ تمام شد۔ اس خلاصہ میں تین امر ہیں۔ ۱ یہ کہ آپکا دعویٰ نبوت محال ہے۔ اور محال قرآن مجید اور سنت کے مقابل دلیل نہیں۔ ۲ یہ کہ علمار کے پاس جاکر فتویٰ نبوت حاصل کریں ۳ یہ کہ میں آپکے حالات کا بہت واقف ہوں۔ اور آپ کی نیکی اور خدمت اسلام کا مشکور ہوں۔ اور دعویٰ نبوت کے سوا آپ کی سب باتوں کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور معتقد ہوں۔

۱ کا جواب۔ آپنے نہ اس امر کی کوئی دلیل اور سند پیش کی ہے۔ کہ آپکا دعویٰ نبوت محال ہے۔ اور نہ قرآنمجید اور عمل رسول اللہ سے کوئی ایسا امر بیان کیا ہے۔ کہ دعویٰ نبوت اس کے خلاف ہو۔ اور بے دلیل بات قابل التفات بھی نہیں ہوتی۔ پھر حکیم کا خط اور نبوت جیسے نازک مسئلہ پر بحث اور دعویٰ بے دلیل اگر قابل افسوس نہیں۔ تو قابل تعجب تو ضرور ہی ہے۔ پھر یہ دعویٰ بے دلیل ہی نہیں۔ بلکہ محض غلط ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز نہیں لکھا۔ اور نہ فرمایا۔ کہ میرے دعویٰ نبوت کی بنا محال پر ہے۔ بلکہ صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ میرے دعویٰ کی بنا ان امور پر ہے۔ کہ جن پر سب انبیار کے دعویٰ کی بنا تھی۔ اور وہ امور انبیار نے بیان فرمائے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب نے بھی بیان فرما دیئے ہیں۔ پر محال نہ پہلوں نے بیان کیا ہے۔ اور نہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ میرے دعویٰ کی بنار قرآن مجید اور سنت اور وحی الٰہی پر ہے۔ اور پھر محض دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ بڑے بسط کے ساتھ اس کو ثابت کیا ہے۔ پھر باوجود دعوے واقفیت تامہ کے آپ لکھتے ہیں۔ کہ دعویٰ نبوت محال ہے۔ اور کہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ پھر قرآن مجید میں ہرگز نہیں آیا۔ کہ آن حضرت صلی اللہ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا۔ بلکہ اس کے خلاف ہے۔ کہ ضرور آئے گا۔ نہ آنے پر اگر کسی نے قرآن مجید کی کسی آیت کو پیش کیا ہے۔ تو وہ خاتم النبیین ہی ہے۔ پر اس کا جواب اسی قدر کافی ہے۔ کہ قرآن مجید میں لفظ **خاتَم** ہے۔ جو بمعنے مُہر ہے۔ نہ **خاتِم** بمعنے ختم کرنیوالا اور مُہر ہونا اس بات کو نہیں چاہتا۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ آپ کے بعد ضرور ہوں۔ جو کہ اس مُہر سے نبی بنیں۔ اور اسی کے ساتھ کام کریں۔ اور پوری آیت پر نظر کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین**۔ محمدؐ تم سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مُہر ہیں۔ پس لاکن کے ماقبل اور مابعد پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ اگرچہ جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں۔ پر روحانی طور پر ان نبیوں کے باپ ہیں۔ جو کہ آپ کی مُہر سے نبی ہوں گے۔ اور اسی سے سب کام کریں گے۔ پس یہ آیت نبوں کی آمد ضروری قرار دیتی ہے۔ اور ان کی آمد کی نفی کا اس میں اشارہ تک نہیں ہے۔ پھر خداوند کریم نے فاتحہ شریف میں دعا بتائی۔ کہ ہمیں انعمت علیہم کی راہ بتا۔ اور اس پر چلا۔ اور ہر ایک نماز کی ہر ایک رکعت میں اس کو لازم کیا۔ اور قرآن مجید میں خود بتایا۔ کہ انعمت علیہم کون ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ **اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین**۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس امت میں چاروں قسم کے انعم اللہ علیہم ہو سکتے ہیں۔ کیا بلکہ ضرور ہوں گے۔ ورنہ تو پھر اس دعا پر اس قدر زور دینا بلکہ اس کا سکھلانا بالکل لغو ہے۔ نیز جب سب مانتے ہیں۔ کہ اخیر تین قسم کے منعم علیہم تو اس دعار کے کرنے والے اس امت میں ہو سکتے کیا بلکہ ہوئے بھی ہیں۔ تو پھر کم از کم اس سے ضرور یہ ثابت ہوگا۔ کہ اول قسم کے منعم علیہم بھی ہو سکتے ہیں۔ پھر خداوند کریم نے آن حضرت صلعم کو مثیل موسےٰ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے خلفار کو خلفاء موسیٰ کا مثیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ **انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا** اور فرمایا۔ **وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم** اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسےٰ کے خلفار تو سب انبیار تھے پس اگر آن حضرت صلعم کے خلفار کا نبی ہونا ممنوع ہوتا۔ تو یا خدا **کما استخلف الذین من قبلھم** نہ فرماتا۔ یا پھر بتا دیتا۔ کہ وہ نبی نہ ہوں گے۔ پر خدا نے کا ہی بولا۔ اور ان کی نبوت کی نفی بھی نہ کی اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تو خدا ہے۔ آن حضرت نے بھی جب اپنے ایک ایسے قول میں ایسا اشتباہ پڑتا دیکھا تھا۔ تو اس کو ساتھ ہی رفع فرما دیا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ سفر پر جاتے وقت آن حضرت نے اپنے اہل بیت میں حضرت علی رضہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ اور بزدلوں کی مانند عورتوں میں رہنا حضرت علی کو کیسقدر ناگوار معلوم ہوا تھا۔ تو آنحضرت نے ان کو تسلی دینے کے لئے فرمایا۔ کہ **انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ**۔ یعنی تم میرے بعد اس طرح خلیفہ ہو۔ کہ جیسے حضرت موسیٰ کے بعد حضرت ہارون نبی خلیفہ تھے۔ اسی طرح آنحضرتؐ کے بعد (یعنی سفر پر جانے کے بعد) حضرت علی نبی خلیفہ ہوں گے۔ لہٰذا آنحضرت نے منی موسے کے ساتھ متصل فرما دیا کہ **الا انہ لا نبی بعدی**۔ یعنی اگر فرق ہے۔ کہ ہارون موسے کے بعد (یعنی ان کے پہاڑ پر جانے کے بعد) خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تھے پر تم خلیفہ تو ہو۔ لیکن نبی نہیں ہو۔ پس جب کہ آن حضرت نے اس تشبیہ سے ایک حضرت علی کی نبوت ثابت ہوتی دیکھ کر ساتھ ہی اس کے نفی فرما دی۔ تو پھر خدا نے کیوں نفی نہ کی۔ حالانکہ خدا کی بیان کردہ تشبیہ میں تو بہت سے لوگوں کی نبوت ثابت ہوتی تھی۔ حدیث مذکورہ دو امر کی مثبت ہے۔ ۱ یہ کہ کسی نبی کے خلیفہ کو کسی دوسرے نبی کے نبی خلیفہ سے تشبیہ دینا اس کی نبوت کا مثبت ہے۔ ۲ یہ کہ ایسی تشبیہ کے وقت اگر فی الحقیقت وہ خلیفہ نبی نہ ہو۔ تو پھر اس کی نبوت کی نفی ساتھ ہی کر دینی چاہیئے۔ اور یہی حدیث ہے۔ کہ جس کو راویوں نے مختلف طرزوں پر بیان کیا ہے اور بعض نے اس کے ایک ٹکڑے کو لے کر اس کے کچھ کے کچھ معنے کر کے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ آن حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ خاص وقت اور خاص شخص کی نسبت تھی۔ اور اس کو عام کرنا بالکل غلط ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ رضہ کو علم ہوا۔ کہ لوگوں نے **لا نبی بعدی** کے معنے غلط فہمی سے یہ خیال کر لئے ہیں۔ کہ آپکے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو آپنے لوگوں کو فرمایا۔ **قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی**۔ یعنی یہ تو کہو۔ کہ آن حضرت خاتم النبیین ہیں۔ پر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس اگر یہ بات سچی ہوتی۔ کہ آن حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو پھر حضرت عائشہ جیسی فاضلہ اور راز دار شریعت کس طرح کہہ سکتی تھیں۔ کہ یہ نہ کہو کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر صحابہ رضہ کو یہ علم ہوتا۔ کہ قرآن مجید کی فلاں آیت میں یا آن حضرت کی فلاں حدیث میں ہے۔ کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو ضرور وہ حضرت عائشہ کا خلاف کرتے۔ اور کہتے کہ ہم آپ کی بات کو کس طرح تسلیم کریں۔ جبکہ قرآن و حدیث میں موجود ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پر کسی نے ان کا خلاف نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے کوئی آیت یا حدیث پیش کی ہے۔ اور حضرت عائشہ کے اس قول سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ خاتم النبیین کے معنے یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ورنہ تو پھر وہ کس طرح کہہ سکتی تھیں۔

کہ خاتم النبین تو کہو۔ پر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر اس کے علاوہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ کہ آنحضرت نے مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود آنحضرت کے بعد ہوگا۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ مسیح موعود وہی اسرائیلی نبی ہوگا۔ کہ جس کی اُمت اس وقت ان کو اور ان کی والدہ کو خدا کہتی ہے۔ تو پہلے یہ عرض ہے کہ قرآن نے اس مسیح کی نسبت خبر دی ہے۔ کہ وہ ان کے (قوم کے) گمراہ ہونے سے پہلے فوت ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے حضرت مسیح کا وہ جواب جو کہ وہ قیامت کے دن دیں گے۔ بدین الفاظ نقل فرمایا ہے۔ **وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم**۔ یعنی میری موجودگی میں انہوں نے مجھے اور میری ماں کو خدا نہیں بنایا۔ ہاں جب تو نے مجھے فوت کر دیا۔ تو اس کے بعد کا مجھے علم نہیں۔ پس اس جواب سے بوضاحت تامہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح پہلے فوت ہوں گے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی قوم ان کو اور ان کی ماں کو خدا بنائے گی اب چونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان کی قوم تو ان کو قرآن مجید کے نزول سے پہلے ہی خدا بنا چکی ہے۔ تو ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ قرآن مجید کے نزول سے پہلے حضرت مسیح فوت ہی ہو چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔ جو ان کی وفات کی خبر دیتی ہیں پھر آنحضرت نے اپنی رویت کی شہادت دی ہے کہ میں نے معراج کی رات حضرت مسیح کو مُردوں میں دیکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت کے سب خلفا منکم (تم سے) ہوں گے۔ اور آنحضرت نے بھی فرما دیا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود امام ہوگا۔ پر امامکم منکم (تمہارا امام تم سے ہوگا) پھر خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت کے سب خلفا حضرت موسیٰ کے خلفا کی مانند آئیں گے۔ جیسا کہ فرمایا۔ کما استخلف الذین من قبلہم پر حضرت موسیٰ کے خلفا میں سے ایک بھی ایسا نہیں۔ جو کہ پہلے نبی اور خلیفہ ہو۔ اور پھر کئی قرن کے لیئے آسمان پر اموات کے ارواح میں جا بیٹھا ہو۔ اور پھر کسی وقت میں اُتر کر پھر حضرت موسیٰ کا خلیفہ بنا ہو۔ چہ جائے۔ کہ وہ ۱۹ صدیوں سے زیادہ آسمان پر اموات کی ارواح کے ساتھ رہا ہو۔ ہاں الیاس نبی کی نسبت ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تھا۔ کہ وہ آسمان پر ہے۔ اور مسیح سے پہلے اُتر کر حضرت موسیٰ کا خلیفہ بنے گا۔ اور لوگوں کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ کہ حضرت الیاس آسمان پر زندہ ہیں۔ اور کسی وقت بذات خود تشریف لائیں گے۔ لیکن حضرت مسیح نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ الیاس فوت ہو گیا ہے۔ اور جس الیاس کے اُترنے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ یحییٰ ہے۔ جو زکریا کے گھر پیدا ہوا ہے پس دونوں سلسلۂ خلفا کی اس مشابہت سے جو کہ خدا نے بیان فرمائی ہے۔ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت رسول اکرمؐ کا ایسا خلیفہ کوئی نہ ہوگا۔ جو کہ چند دن کیلئے آسمان پر اموات کی ارواح کے ساتھ رہ کر پھر خلیفہ بننے کے لیئے زمین پر اُترے۔ اور کہ ایسا کوئی خلیفہ ضرور ہوگا۔ کہ جس کی نسبت الیاس کی مانند پہلے سے یہ خبر مشتہر ہو کہ وہ زندہ آسمان پر ہے۔ اور لوگوں کو بھی اس پر یقین ہو پر آخر ثابت ہو جائے۔ کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور یحییٰ کی طرح وہ اس کے نام اور صفات پر خلیفہ بنے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے بذات خود ہرگز ہرگز نہیں آنا۔ نیز قیامت کو وہ جواب دیں گے۔ کہ مجھے قوم کی گمراہی کا کچھ علم نہیں پس اگر وہ دوبارہ آئیں۔ اور چالیس سال دنیا میں رہیں۔ اور کسر صلیب کریں۔ اور کروڑ ہا مسلمان بنائیں۔ تو پھر یوم ینفع الصادقین صدقہم۔ میں خدا کے سامنے ایسا صریح جھوٹ بولیں گے۔ جو کہ نبی تو در کنار ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں بول سکتا۔ اور ثانیاً یہ عرض ہے۔ کہ حضرت مسیح اگر لوگوں کے خیال کے مطابق دوبارہ آئیں۔ تو دو حال سے خالی نہ ہوں گے۔ یا نبی نہ ہوں گے یا ہوں گے پہلی حالت میں تو سلب نبوت لازم آئے گا۔ کہ جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور دوم یہ کہ یہ اعتقاد بفتویٰ علماء اسلام کفر ہے۔ سوم یہ کہ حضرت مسیح کی نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے لہٰذا اس کے سلب کے لیئے کوئی صریح آیت چاہیئے۔ جو ندارد ہے چہارم۔ یہ کہ آنے والے مسیح کو آنحضرتؐ نے نبی اللہ فرمایا ہے اور مسلوب النبوت کہنا اس کے خلاف ہے۔ اور دوسری حالت میں خاتم النبین اور لا نبی بعدی کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ جب ان کے یہ معنے ہوئے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور نئے اور پرانے کی تخصیص کا کوئی لفظ نہ خاتم النبین میں ہے اور نہ لا نبی بعدی میں ہے۔ پس ان معنوں کی رُو سے جیسی نئے کی نفی ہوگی۔ ایسی ہی پُرانے کی بھی نفی ہوگی۔ بلکہ نئے کی آمد اگرچہ ان غلط معنوں کے لحاظ سے منفی ہوتی ہے۔ پر جو صحیح معنے ہم نے بیان کئے ہیں۔ ان کے لحاظ سے اس کی نفی کیا بلکہ جواز ثابت ہوتا ہے۔ پر پُرانے کی آمد دونوں معنوں کے رُو سے منع ہے کیونکہ وہ آنحضرت کی مُہر سے نبی نہیں بنا۔ بلکہ حضرت موسیٰ کے اتباع سے نبی بنا ہوا ہے۔ بلکہ نئے کے آنے سے جس قدر آنحضرت کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ اسی قدر پرانے کے آنے سے آپ کی توہین اور بے عزتی ہے۔ کیونکہ پھر یہ لازم آئے گا۔ کہ آنحضرت تو سب دُنیا کو مسلمان نہ کر سکے اور نہ آپ کے خدام ایسا کر سکے۔ یہاں تک آخر خداوند کریم کو یہ ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ جس طرح مسیح کے پرستاروں نے جرنل رائیٹ پنشن یافتہ کہن سال کو ٹرنسوال کی جنگ میں کمان دی تھی۔ تب کامیابی ہوئی تھی۔ اسی طرح میں بھی اپنے پنشن یافتہ دو ہزار سالہ پیر کہن تجربہ کار کو پھر کمان دوں تا اس کام کو سرانجام دے۔ جو کہ محمدؐ اور اس کے اتباع سے ہرگز نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر محمدؐ صاحب نے تو یہی فرمایا ہے۔ کہ **ماکنت بدعا من الرسل** یعنی میں اور رسولوں سے کوئی نرالا رسول نہیں ہوں۔ پس ان سے یا ان کے اتباع سے ایسی نرالی فتح اور کامیابی کب ہو سکتی تھی اور حضرت مسیح تو ہر ایک بات میں نرالے رسول ہوئے۔ حتیٰ کہ اوروں کو سفلی اور ارضی زندگی بھی چند سالہ میسر ہوئی۔ پر ان کو دو ہزار سالہ زندگی ملی۔ اور وہ بھی آسمان پر اور روح القدس کبھی گاہے گاہے نہ آتے تھے پر ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر ہے۔ اوروں نے تو ایک کیڑا بھی نہ پیدا کیا۔ پر آپ پرندوں میں خدا کے حصہ دار ہیں۔ پس اگر اس نرالی فتح کا کوئی حاصل کرنیوالا ہے۔ تو وہی بے مثل اور نرالا مسیح ہے۔ پس اس پُرانے نبی کے آنے سے آنحضرت کی عزت جو کہ فی الحقیقت عزت ہے۔ خاک میں مل جاتی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ مسلمان زبان سے تو کہتے ہیں کہ آنحضرت افضل الانبیاء ہیں۔ پھر جس قدر فضائل ہیں۔ وہ اوروں کو دیئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ کے اتباع میں تو ایسے فیض کے قائل ہیں۔ کہ ان کی اتباع سے سینکڑے نبی بن گئے۔ بلکہ مسیح جیسے نرالے نبی بھی ان ہی کے فیض اتباع سے تیار ہوئے۔ پر آنحضرت کے اتباع کو ایسا بے فیض ٹھہرا دیا۔ کہ اس سے ایک بھی اولیاء اور صلحاء کے درجہ کا نبی نہیں ہو سکتا بلکہ یوں ہوا۔ کہ اور بہت سے انبیاء تو بانی خاندان نبوت ہوئے۔ اور آنحضرت دہلی کے آخری اور خاتم السلاطین بادشاہ کی طرح خاندان نبوت کے تباہ اور برباد کن قرار دیئے گئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ علاوہ بریں۔ نبوت کی حقیقت فقط اس قدر ہے۔ کہ خدا سے خبر پا کر خدا کے حکم سے اس کے بندوں کو اطلاع دے۔ اور سب محقق علماء اور صوفیاء کرام اس کے قائل ہیں۔ کہ یہ حقیقت امت محمدیہ کے بعض افراد میں موجود ہوتی رہی ہے۔ پس جب یہ حقیقت موجود ہے۔ تو پھر اس نام پر بحث کو طول دینا عقلمندوں کی شان سے بالکل بعید ہے۔ ہاں اگر کسی کو اس میں شک ہو۔ کہ کیا محقق علماء اور صوفیاء اس کے قائل ہیں۔ تو ہم اس کو ایسے صریح حوالے بتا سکتے ہیں۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ اعتراض کچھ نیا اعتراض نہیں بلکہ پہلے بھی بہت سے انبیاء پر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت الیاس کی دوبارہ آمد کی نسبت کتب مقدسہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ زندہ آسمان پر ہے اور جب تک وہ دوبارہ نہ آئے گا۔ تب تک مسیح نہ آوے گا۔ اور یہود کا بھی یہی عقیدہ تھا جیسا کہ مسلمانوں کا حضرت مسیح کی آمد ثانی کی نسبت عقیدہ ہے۔ پس جب حضرت مسیح نے دعویٰ کیا۔ تو یہود نے یہی اعتراض کیا۔ کہ آپ کا یہ دعوے نبوت کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ مسیح سے پہلے الیاس ضرور آئیگا۔ اور وہ اب تک نہیں آیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح نے ہر چند ان کو سمجھایا۔ کہ وہ الیاس یحییٰ ہے۔ پر انہوں نے ایک نہ مانی۔ اور یہی کہا کہ یہ کتاب اللہ کو اپنی تاویلوں سے رد کرتا ہے اور اب بھی ان کا حضرت مسیح پر بڑے سے بڑا یہی اعتراض ہے پس اس واقعہ سے جیسا یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ اعتراض حضرت مسیح پر بھی یہود نے کیا ہے۔ ایسا ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے یا اُس کے دوبارہ آنے کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ اور سلسلوں کے مشابہت سے یہ تو ضروری تھا کہ ایک خلیفہ آنحضرت کا بھی ایسا ہو۔ کہ جس کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے اور دوبارہ آنے کی نسبت الیاس نبی

کی مانند پہلے سے خبر مشہور اور لوگوں کا عقیدہ ہو۔ پر مسیح کا نام خدا نے اس لئے یہیا تا کہ وہ مسیح کے اس فیصلہ کو یاد دلانے والا ہو۔ جو کہ آپ نے کسی نبی کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ آنے کی نسبت کیا ہے۔ اور قانون اور ججوں کے فیصلے تو بدلتے ہین۔ پر خدا کی سنت کا قانون اور فیصلہ کبھی نہین بدلتا پھر اہل کتاب نے آن حضرت پر بھی یہی اعتراض کیا۔ کہ ان کا دعویٰ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ نبی جو موسے جیسا آنیوالا ہے۔ کتاب اللہ مین اس کی نسبت لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ اور یہ نبی اسماعیل سے ہین۔ اس کے جواب مین بہت کچھ بیان کیا گیا۔ یہان تک کہ حضرت ابراہیم اور حضرۃ اسمٰعیل کی وہ دعا بھی پیش کی گئی۔ جو کہ بیت اللہ کے بنانے کے وقت دونون نے کی تھی۔ اور اس مین مانگا تھا۔ کہ وہ نبی ہم دونون کی ذریت سے ہو۔ اور ہوبہو مکہ مین۔ اور فلان فلان بات کرنے والا ہو۔ پر اہل کتاب اپنے اعتراض سے باز نہ آئے پس آپکا یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہین۔ پہلے ہی انبیاء پر ہوتا رہا ہے۔ اور اہل کتاب ہی کہتے رہے ہین۔

جواب امر ۵ - یہ امر بھی آپنے بے ثبوت لکھا ہے۔ اگر قرآن حدیث سے آپ کوئی ثبوت نہ پیش کر سکتے تھے تو کم از کم کسی معتبر تاریخ ہی سے لکھدیتے۔ کہ فلان فلان نبی نے جب دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اور لوگون نے اس سے انکار کیا تھا کہ یہ دعویٰ خلاف کتاب اللہ ہے۔ تو اس وقت وہ علماء کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے تھے۔ اور فلان نبی کو تو فتویٰ مل گیا تھا لہذا وہ نبی ہوگیا۔ اور فلان نبی کو جب علماء نے فتوےٰ نہ دیا۔ تو اس نے دعویٰ نبوت چھوڑ دیا تھا۔ پر مشکل یہ ہے۔ کہ اگر آپ ساری عمر بھی اس مین صرف کرین۔ تو بھی نہ قرآن و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہین۔ اور نہ کسی معتبر تاریخ سے آپ ایسی نظیر پیش کر سکتے ہین۔ پھر تعجب یہ ہے۔ کہ آپ ایک طرف تو لکھتے ہین۔ کہ مین دخل در معقولات نہین دیتا۔ اور پھر دخل بھی دیتے ہین۔ تو ایسا بے نظیر حکیم۔ اور پھر ایسا مناسب مشورہ۔ جناب حکیم صاحب۔ انبیاء کے جانی دشمن۔ تو علماء امراء و صوفیاء یعنی سجادہ نشین ہی ہوتے رہے ہین۔ حضرت مسیح پر بھی کفر اور صلیب دینے کا فتویٰ اہل کتاب علماء نے ہی دیا تھا۔ اور جب یہ معلوم ہوا۔ کہ حاکم وقت ہمارے فتویٰ سے متاثر نہین ہوتا۔ تو ان کے شیخ الکل صاحب نے اپنے کپڑے پھاڑ سے تھے پس یہ حضرات انبیاء کے مقابلہ مین ہمیشہ اپنے کپڑون سے باہر ہوتے رہے ہین۔ ہان جب علماء نے حضرت مسیح کے خلاف فتویٰ دیا تھا تو اس وقت حضرت مسیح نے اپنا دعویٰ ترک نہ کیا تھا۔ پر شاید آپ جیسا مناسب مشورہ دینے والا نہ ملا ہوگا۔ انبیاء تو انبیاء ہین۔ امہات کے باخدا لوگ بھی ان حضرات کی زبان درازیون اور دست اندازیون سے نہین بچ سکے۔ آنحضرت کے چاریار کبار اور اہل بیت اور بہت سے صحابہ پر لعن و طعن اور نکتہ چینی اور تبرا بازی کی کتابون کے انبار بھی ان ہی حضرات کی زور قلم کا ثمرہ ہین۔ امام ابو حنیفہ جیسے باخدا امام اور محی الدین سید عبدالقادر جیلانی جیسے ولی بھی ان کے فتویٰ سے نہ چھوٹے۔ کہان تک لکھون۔ اس فہرست کے لئے بھی ایک دفتر درکار ہے کیونکہ ان حضرات کے کفر کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ آپس مین بھی ان کا جوتہ پیزار چلا ہوا ہے۔ سب فرقون کے علماء دوسرون کو ضال و مضل کا فتویٰ دے رہے ہین اور آج دن تک نہ کوئی عالم مفتی ان سب کے نزدیک قابل فتوےٰ ثابت ہوا ہے۔ اور نہ کسی انسان یا خدا کی کتاب پر ان کا اتفاق ہوا ہے۔ قرآن عظیم مین سب سے پہلا مسئلہ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ہے پر ان حضرات کا اس پر بھی اتفاق نہین ہے۔ بہتون نے اس کو بیاض عثمانی قرار دیا اور کہا کہ اس مین بہت کمی بیشی ہوگئی ہے جسکی وجہ سے ہرگز قابل اعتبار نہین رہا۔ اور اصل قرآن مجید حضرت علی کے پاس تھا۔ جو کہ مہدی قائم ظاہر کریگا۔ پھر اصول سے لیکر فروع تک حتیٰ کہ توحید مین صفات باری حلال و حرام تک ان کے اختلاف کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ پھر ہر ایک فرقہ دوسرون کے مقابلہ مین تو اپنے اپنے علماء کی بڑی بڑی تقدیس بیان کرتا ہے۔ پر اپنے گھر مین کوئی تو کہہ رہا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کے مصداق ہمارے ہی علماء ہین۔ کوئی ان کی طرف اشارہ کر کے حافظ صاحب کا یہ شعر پڑھ دیتا ہے۔ واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر مے کنند + چون بخلوت میروند این کار دیگر مے کنند۔ پھر قرآن و حدیث نے جسطرح یہود کے علماء کا نقشہ کھینچا ہے۔ اسی طرح آخری زمانہ کے علماء دین متین کے کچھ احوال اور خطابات بھی بیان فرمائے ہین جن مین سے ایک یہ ہے۔ شر من تحت ادیم السماء علماء ہون گے۔ پس آپ پر یہ بھی لازم تھا۔ کہ علاوہ امور مذکورہ کے پہلے یہ بھی لکھتے۔ کہ سب فرقہائے اسلام نے فلان فلان مولوی صاحبان کو متقی اور باخدا راستباز اور عالم تسلیم کیا ہوا ہے اور سب نے اپنے جمیع امور متنازع فیہا مین ان کا فتویٰ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اور سب ان کے ہر ایک فتوے کو واجب التعمیل مانتے ہین۔ پر آپ دنیا مین ایک عالم بھی ایسا نہین بتا سکتے۔ ہان آپ نے علم کے لحاظ سے بڑے معتبر دو عالم فاضلون کے نام لیئے۔ جو کہ بخیال جناب علم و تقویٰ کے لحاظ سے تو وہ کبھی کسی کے نزدیک غیر معتبر ہو سکتے ہی نہین اور وہ دو سلطان روم اور امیر کابل ہین۔ پر اگر آپ لاہور ہی کے چند شیعہ اور اہل حدیث سے دریافت کرتے کہ کیا آپ لوگ ان دو فاضلون کا ہر ایک فتویٰ تسلیم کرتے ہو تو بھی جواب سنتے کہ ان جاہل بیدین خارجیون اور دشمنان اہل بیت یا مشرک مقلدون کی بات ہم ہرگز نہین تسلیم کرتے۔ پھر اگر ان کے فتویٰ پر سب کا اعتبار ہوتا۔ تو اس وقت ملک عرب مین سوا حنفیون کے کسی اور مذہب کے پیرو نہ نظر آتے۔ پھر افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ آپ کو اس قدر بھی خبر نہین۔ کہ یہ دونون صاحب اپنے مذہب کے لوگون مین بھی مفتی تسلیم نہین کئے گئے۔ اور نہ افتاء کے لائق ان کا علم ہے۔ اور نہ اور صفات مین۔ جو کہ مفتی کے لئے ضروری ہین۔ بلکہ ان کو خود بھی جب ضرورت پڑتی ہے۔ تو اور مفتیون سے فتوے طلب کرتے ہین۔ پھر خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ وارسلناک للناس رسولا وکفیٰ باللہ شھیدا یعنی رسالت اور نبوت کے لئے کسی مولوی کے فتویٰ کی ضرورت نہین۔ بلکہ اللہ کی شہادت اس کے لئے کافی ہے۔ پر آپ باوجودیکہ اس امر کے قائل ہین۔ کہ کتاب اللہ کے خلاف جو امر ہو۔ وہ قابل اعتبار نہین ہوتا۔ پھر بھی شہادت اللہ کو نا کافی کیا بلکہ بالائے طاق رکھکر سارا حصر آخری زمانہ کے مولویون کے فتویٰ پر رکھتے ہین۔ جو کہ یہیون کے مول بکتا ہے۔ پھر قرآن سے صاف ثابت ہے۔ کہ نبی اور ان کے خلیفے کسی کے بنائے نہین بنتے۔ بلکہ خدا خود ان کو بناتا ہے۔ اور آپ علماء کو نبی ساز قرار دیتے ہین۔ پھر خداوند کریم فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی ہمنے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ لیطاع باذن اللہ (تا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جاوے) پر آپ ان کو مولویون کے مطیع بناتے ہین۔ پھر خداوند کریم ہم نبی اس لئے بھیجتے ہین۔ کہ لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ (تا کہ جو اختلاف لوگون مین پڑے ہوئے ہین۔ ان مین حکم ہون) اور آپ بالعکس مختلفین مولویون کو ان کا حکم قرار دیتے ہین۔ پھر حدیث صحیح مین ہے۔ کہ مسیح موعود امام اور حکم عدل ہوگا۔ اور آپ مولویون کو اس کا امام اور حکم بناتے ہین۔ اگر اس زمانہ کے مولوی فتوون کے لائق ہوتے تو پھر مہدی اور مسیح کے آنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ پس یہ خوب یاد رکھو جو شخص مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور اپنے دعویٰ کا فتویٰ اس وقت کے مولویون سے طلب کرے تو وہ ہرگز مامور من اللہ نہین بلکہ وہ اس کارروائی سے خود فیصلہ کرتا ہے۔ کہ مامور من اللہ کے آنے کی اس وقت ضرورت نہین۔ ان کے فتوون کی تو یہ قدر ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ شائع کیا۔ تو بڑے بڑے علماء دین نے آپ کی نسبت بڑے زور و شور سے تکفیر کا فتویٰ دیا پس اگر ان کے فتویٰ کا کچھ اعتبار یا اثر ہوتا۔ تو اس وقت جو چند آدمی حضرۃ اقدس کے ساتھ تھے۔ وہ بھی علیحدہ ہو جاتے۔ اور آیندہ کوئی بھی آپ کی بیعت مین داخل نہ ہوتا۔ لیکن نہ پہلے علیحدہ ہوئے۔ اور نہ آیندہ بیعت مین داخل ہونے سے رکے۔ یہان تک کہ پہلے انگلیون پر گنے جاتے تھے۔ اور اب لاکھون مین۔ اور روز افزون ترقی ہو رہی ہے۔ پھر بنی اسرائیل کے ایک مولوی کے مسلمان ہو جانے سے خداوند تعالیٰ سارے بنی اسرائیل کو و شھد شاھد من بنی اسرائیل علیٰ مثلہ فرما کر ملزم کرتا ہے اور آپ لوگون کے بیسیون مسلم مولوی صاحبان نے اس سلسلہ مین داخل ہونے سے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور راستباز ہونیکی شہادت دی۔ پر آپ لوگون نے یہ کہکر ہر ایک کی شہادت کو رد کر دیا۔ کہ بڑا عالم اور نایاب تھا۔ پر خدا کی بے نیازی دیکھو۔ اب کیسا گمراہ اور بے دین ہوگیا ہے۔ کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے کہ مسیح مرگیا ہے اور قادیان والا مرزا مسیح موعود ہے۔ یا یہ کہ کیا ہوا۔ شیطان نے بھی بڑا چودہ علم پڑھے ہوئے تھے۔ اور فرشتون کا استاد تھا۔ پر آخر گمراہ ہوگیا۔ یا یہ کہ ان پڑھ ہی اچھے ہین۔ جو زیادہ پڑھتے ہین وہی خراب ہوتے جاتے ہین۔ پس ان مولوی صاحبان کے فتوے پر آپ

اس وقت اعتبار کرتے ہیں اگر وہ کسی وقت اس جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ تو بجائے اس کے کہ آپ اس معتبر شہادت سے فائدہ اٹھائیں یہی فرمائیں گے کہ کیا اچھا آدمی تھا۔ پر خدا کی شان مرتد ہو گیا۔

امر ۳ کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ میں آپ کی تکذیب تو نہیں کرتا۔ پر آثار اس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ جب آپ حضرت مرزا صاحب کی نیکی کے قائل ہوئے۔ جس کی ایک جزو یہ بھی کہ کسی انسان پر کذب افترا نہیں کرتے تو کیا اب انسانوں سے بڑھ کر خدا پر افترا کرنے لگے۔ کہ خدا مجھے کہتا اور بار بار بڑی صفائی سے کہتا ہے کہ تو ہی مہدی اور مسیح موعود ہے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے آنحضرت کی راست گوئی کی خبر سنکر آپکے دعوی نبوت میں صادق ہونے کے لئے یہی استدلال کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ پس کیا ہی افسوس ہے۔ کہ ایک غیر مسلم کو تو یہ استدلال سمجھ میں آئے اور ایک مسلمان حکیم کے خیال میں نہ آئے اور اگر یہ کہو کہ ہم افترا نہیں کہتے ہیں۔ تو اس کی نسبت یہ عرض ہے۔ کہ حال اس کو نہیں کہتے کہ ایک انسان میں نہ ہو اور وہ خیال کرے کہ مجھ میں ہے یہ تو جنون اور جہالت اور بیوقوفی ہے۔ بلکہ حال اس کو کہتے ہیں کہ جیسا وہ زبان سے کہتا ہے فی الحقیقت ہی وہ امر اس میں موجود ہو اور اس کا پورا پتہ اس سے چلتا ہے کہ حال کو قال کے مقابل استعمال کرتے ہیں پس جب آپنے یہ تسلیم کیا کہ نبوت کا دعوی حضرت مرزا صاحب کا حال ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ جیسا مرزا صاحب قال سے کہتے ہیں کہ میں نبی اور مسیح ہوں اور اسی طرح وہ فی الحقیقت نبی اور مسیح ہیں۔ اور جب آپ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نبی نہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ مرزا صاحب فی الحقیقت نبی نہیں بلکہ نبوت کے دعوے میں خدا پر افترا کرتے ہیں پس یہ دونوں باتیں آپ میں ہرگز جمع نہیں ہو سکتیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ نبوت حضرت مرزا صاحب کا حال ہے۔ تو پھر آپنے ان کی نبوت کو تسلیم کیا۔ - - -

- اور اگر یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نبی نہیں تو ضرور آپ نے ان کو مفتری علی اللہ قرار دیا۔ جو کہ ان کی نیکی کے قائل کی شان سے بعد المشرقین کے برابر دور ہے پھر جب آپ کہتے ہیں کہ دعوی نبوت کے سوائے اور سب کچھ مانتا ہوں اور نبوت کے سوا مرزا صاحب کا یہ بھی دعوی کہ میں مجدد اور مہدی ہوں اور آپ کے قول مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان دونوں باتوں کو مانتے ہیں پھر کیسی تعجب کی بات ہے کہ آپ ایک شخص کو مجدد اور مہدی بھی تسلیم کرتے ہیں اور پھر نبوت کا جھوٹا مدعی بھی مانتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ قرآن مجید اور علی رسول کو نہیں سمجھا اور یہ کہ مولوی بلکہ شاہ معدوم اور امیر حبیب اللہ اس سے زیادہ اور ٹھیک سمجھتے ہیں اور یہ کہ جب تک یہ اس کی بات پر فتوی نہ دیں تو اس مہدی اور مجدد کی بات قابل اعتبار نہیں پھر تو مہدی اور مجدد کیا ہوا۔ مولویوں اور سلطان عبدالحمید خان اور امیر حبیب اللہ کا بے چیلا ہوا۔ نیز یا تو آپ حضرت مرزا صاحب کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ نبوت آپ کا حال ہے یعنی فی الحقیقت نبی ہیں یا یہ کہ نبوت آپ کا قال ہے اور حال نہیں یا یہ کہ آپ کو وہ دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا علم نہیں ہوگا۔ اول صورت میں آپنے جن لوگوں کو حضرت اقدس کی بیعت کے لئے بھیجا ہے بہت اچھا کیا ہے پر خود بیعت نہ کرنے میں اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کے سخت عتاب کے نیچے آئے اور قاعدہ ہے کہ حق کی معرفت کے بعد ہی جب کوئی زیادہ قدم نہیں بڑھاتا تو آخر وہ معرفت اس سے چھین لی جاتی ہے یا اس کی اتباع سے اس کو روک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جن کے حق میں اتأمرون الخ نازل ہوا ان کی نسبت یہ بھی آیا ہے۔ فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به اور یہ کہ افتطمعون ان یؤمنوا لکم الخ اور دوسری صورت میں آپنے دیدہ و دانستہ بہت مسلمانوں کو گمراہ کیا کہ ایک غیر نبی اور مفتری کو نبی منوایا۔ جو کہ بہت بڑا گناہ ہے اور تیسری صورت میں بھی برا کیا۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے عتاب کے نیچے آئے۔ ایسی کارروائی سے بہت توبہ اور استغفار چاہیئے اب میں آپکے جواب کو ختم کرتا ہوں ہاں اس قدر کہنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسے اعتراضوں یا شکوں کے رفع کرنے کا عمدہ طریق یہی ہے کہ چند دن کے لئے آپ یہاں پر تشریف لے آئیں یا حضرت اقدس کی کتابیں غور اور تدبر سے پڑھیں۔ اور سچی استغفار کے بعد حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے خدا سے دعا مانگیں۔

فقط۔ الراقم۔ محمد سرور احمدی

فارم وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی — ولد — قوم — سکنہ — تحصیل — ضلع
بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ۔ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ — ماہ — سنہ — حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا یا سن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی و وصیت کنندگان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے۔ یا آئندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے وارثان میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ . . . . ماہوار
جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے . . . حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ . . ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن قادیان یا اس انجمن کی کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس یا ایجنٹ کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل کر دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا بذریعہ ٹھیکہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے منافع لے کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ما سوا جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق (۴) وصیت نامہ میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں گے۔ دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کے متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب منشاء کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالہ کر دونگا جس کی اطلاع انجمن مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے یا قادیان ہی نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کسی بعض مصالح اجازت نہ دیں کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول کئے گئے اس کو واپس وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

نوٹ:- جو احباب پہلے وصیتیں حضور علیہ السلام کو بھیج چکے ہیں۔ یا مضمون الوصیت کے مسودے یا ان ہدایات کے متعلق خطوط لکھے تھے وہ سب اس فارم وصیت اور ہدایات کو ملاحظہ کر کے ان کے مطابق اپنی اپنی وصیتیں دوبارہ بھیجیں اور الگ الگ جوابی خطوط کا انتظار نہ کریں۔

مبارک

اِس سے کسی شخص کو بھی انکار نہین۔

کہ انسانی زندگی و بقائے صحت کا دار و مدار صرف غذا پہ ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ انسان اناج کا کیڑہ ہے۔ جب انسان کی غذا ہی کم ہو گئی۔ تو اس کا نتیجہ سوائے کمزوری۔ لاغری۔ سستی اور زندگی تلخ ہو جانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ غذا کا کم ہو جانا دو صورتوں سے ممکن ہے۔ ایک تو غذا کا کافی طور سے چبانہ سکنا۔ اور دوسرے اس کا اچھی طرح سے ہضم نہ ہونا۔ یعنی کمزوری دندان اور ضعف معدہ۔ کہ جن کو اطبائے اعظم اُم الامراض اور سرچشمہ امراض کہا ہے۔ اگرچہ آج کل کمزوری دندان اور ضعف معدہ عام مرض ہوتے جاتے ہین۔ لیکن یہ بات بہت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ اس کے علاج کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ یہ نہین جانتے۔ کہ یہی مرض گوناگون اور سخت امراض کا باعث ہو کر آخر کار لا علاج ہو جاتی ہے۔ ہمارے

”خوشبودار منجن دندان“

سے ہلتے دانت مضبوط۔ مسوڑوں کا گوشت درست۔ خون کا جانا بند۔ بدبو و میلاپن دور۔ دانت موتیون کی طرح صاف و چمکدار ہو جاتے ہین۔ دانت گرنے سے محفوظ رہتے ہین۔ کیڑا لگنے نہین پاتا اس کا استعمال کرتے رہنا گویا ہر قسم کی امراض دندان سے ہمیشہ کے لئے بچنا ہے۔ ہمارا

چورن عزیزی یعنی نمک سلیمانی

امراض شکم و امعاء و ضعف معدہ۔ بدہضمی۔ قراقر۔ بادگولا۔ دردشکم۔ پیچش۔ سنگرہنی۔ تخمہ۔ قولنج۔ ہیضہ۔ طحال۔ دردسر کھٹے ڈکارون کا آنا۔ سینہ جلنا۔ مونہہ سے بدمزہ پانی کا چھوٹنا۔ نفخ کا ہو جانا۔ غذا کا اچھی طرح ہضم نہ ہونا۔ کافی بھوک کا نہ لگنا۔ وغیرہ وغیرہ جملہ امراض معدہ و شکم کے لئے بے مثل ہے۔ ہمارا نمک سلیمانی خوش مزہ خوشبودار۔ خوراک کا تھوڑا۔ مولد خون صالح۔ چہرے کے رنگ کو نکھارنے والا ہے۔ علاوہ ان کے یہ وصف عجیب اس مین پایا گیا ہے۔ کہ قبض ہو۔ تو پیٹ کو نرم کر دیتا ہے۔ اور اگر دست آتے ہون تو پیٹ کو اصلی حالت پہ لے آتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اس کے چند روز کے استعمال سے غذا دگنی ہو جاتی ہے۔ دودھ اور گھی کے ہضم کرنے مین بے مثل ہے۔ قیمت فی بکس جس مین ایک شیشی نمک سلیمانی اور ایک بکس منجن کا ہوتا ہے۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ قیمت بکس جس مین تین شیشی نمک سلیمانی اور چار بکس منجن کے ہوتے ہین۔ پانچ روپیہ (للعہ)

الـمشتہر — منشی محمد عبد العزیز کامل کارخانہ مخزن الصحت کامل الحکمت لاہور

نہایت ہی مفید و ضروری کتابین مؤلفہ ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی

(۱) **تفسیر القرآن بالقرآن** جسمین تمام اخلاقی اور روحانی مسائل کی تفسیر قرآن مجید سے قصص کی تشریح احادیث صحیحہ اور تورات و انجیل مروجہ پیشگوئیوں کا اثبات واقعات تواریخ معتبرہ سے۔ علمی نکات کا بیان علوم جدیدہ محققہ سے کیا گیا ہے۔ تمام باطل قصون کو چھوڑ دیا گیا اور تمام اعتراضوں کا رد محققانہ طور پر کیا گیا ہے حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کے الفاظ اس تفسیر کی نسبت یہ ہین نہایت عمدہ ہے شیرین بیان ہے نکات قرآنی خوب بیان کئے ہین دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنیوالی ہے قیمت بلا جلد ۵ر مجلد ۶ر

(۲) **حمایل التفسیر** یعنی تفسیر القرآن بالقرآن حمایل کی صورت مین تمام ترجمہ اور مضامین ہین طبع ثانی کی نقد مین بہت سے نوٹ اور نکات زیادہ کئے گئے ہین قیمت بلا جلد ۴ر مجلد ۵ر

(۳) **تفسیر القرآن بالقرآن انگریزی** طبع ثالث کیونکہ اصل تفسیر القرآن کی نسبت بعض نوٹ اور نکات زیادہ ہین قیمت مجلد ۶ر

(۴) **تذکرۃ القرآن** بابت ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء قرآنی مضامین پر مبسوط بحث قیمت سالانہ مجلد ۔

(۵) **تفسیر سورہ فاتحہ و پارہ الم** قیمت ۶ر (۶) **تفسیر پارہ عم** قیمت ۲ر

(۷) **مفتاح القرآن** صرف و نحو کا عجیب و غریب رسالہ ہے جسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ مین یاد کر کے قرآن مجید بامعنی پڑھ سکتا ہے قیمت ۳ر (۸) **مفتاح العربیہ** اس کے ذریعہ معمولی اردو خوان عربی صرف و نحو پر دو مہینہ مین حاوی اور مشتاق ہو سکتا ہے قیمت ۔

(۹) **جامع العلوم** یعنی میڈیکل سائکلوپیڈیا اردو۔ یہ حقیقت مین علم ڈاکٹری طب کا پورا کتب خانہ ہے جسمین (۱) علم الادویہ (۲) اقسام الادویہ و نظام جسمانی (۳) علم وظائف الاعضا (۴) علم تشخیص الامراض (۵) علم طب (۶) علم امراض النسوان (۷) علم امراض الصبیان (۸) جنرل سرجری یعنی جراحی عامہ (۹) آئی سرجری یعنی جراحی چشم (۱۰) آپریٹو سرجری یعنی جراحی حقیقہ (۱۱) علم قابلہ (۱۲) علم اسرار الاعضا (۱۳) علم تشریح (۱۴) علم حفظ صحت (۱۵) پریکٹیکل کیمسٹری (۱۶) طب متعلقہ عدالت (۱۷) علم سمیات پر کامل بحث ہے۔ کل قیمت بلا جلد ۱۰ مجلد ۱۱ — علاوہ محصول ڈاک

(۱۰) **میڈیکل سائکلوپیڈیا انگریزی**۔ زیر طبع ہے قیمت ۱۰ مجلد ۱۱

(۱۱) **مفید عام**۔ علم طب اور ڈاکٹری کی کامل لغت ہے طبع ثانی مین مرض کے ساتھ اسکی علامات تشخیص اسباب تشریح اور رہایت کامل طور پر درج کر دی گئی ہے پہلی کی نسبت مضمون قریباً دو چند ہو گیا ہے۔ قیمت ۔ (۱۲) **تشخیص الامراض** اسمین تمام امراض طبی و جراحی کی تشخیص تشریح بہ ترتیب لغت درج ہے قیمت ۔

(۱۳) **رسالہ اعضائے مخصوصہ**۔ اس مین اعضائے مخصوصہ کے متعلق تمام بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج اور تمام ادویہ کا ذکر کامل طور پر درج ہے۔ قیمت ۔

(۱۴) **مفید النساء والصبیان**۔ اس مین ان تمام دکھون کا علاج ہے جو زچہ اور بچہ کو پیش آ جاتے ہین۔ یا نادان دائیون کے ہاتھ سے اٹھانے پڑتے ہین قیمت ۔

(۱۵) **الذکر الحکیم نمبر ۱** اس مین خوابون کی سچی فلاسفی اور امام الوقت کا ذکر ہے قیمت ۔ (۱۶) **الذکر الحکیم نمبر ۲**۔ یہ سورۃ فاتحہ کی مبسوط تفسیر ہے۔

یہ کتب پتہ ذیل پر مل سکتی ہین

فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال

صداقت کا جھنڈا

اس کارخانہ نے اوّل ہی اوّل ہندوستان مین اپنے شائقین کے اطمینان کی غرض سے یہ عجیب ڈھنگ نکالا ہوا ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ بعد پسند جسکا دل چاہے قیمتاً طلب کرے

سرمہ سلیمانی۔ یہ وہ سرمہ ہے جو استعمال کے اوّل ہی دفعہ سے اپنا جادو نما اثر دکھلانا شروع کر دیتا ہے اور جملہ امراض چشم مثل آنکھون سے پانی بہنا۔ کمزوری بصارت۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ شب کوری وغیرہ وغیرہ کو اس طرح رفع کرتا ہے جیسے آفتاب تاریکی کو۔ اور قیمت صرف ۸ر ہے۔

سنون وندان۔ لو اب کسی کو امراض دندان و دانت تکلیف نہین دے سکتے کیونکہ اس سنون کے استعمال سے خواہ ڈاڑھ پھولی ہو یا مسوڑے مین درد ہو یا خون آتا ہو۔ دانت ہلتے ہون۔ منہ سے بدبو آتی ہو دانت مین پس ایک دفعہ لگائیے۔ پھر مریض بھلا چنگا ہوتا ہے۔ چند یوم کے استعمال سے پھر مرض نہین ہوتا۔ دانت مثل موتی چمکنے لگتے ہین۔ قیمت فی بکس جو عرصہ تک کو کافی ہے صرف ۴ر

سونے چاندی کی گولیان۔ یہ دوا اسم بامسمیٰ ہے۔ جو صاحبان اپنی قوت کو تاقعت بیچ چکے ہین یا عمر کی ضعیفی نے قویٰ کو کمزور کر دیا ہے۔ یا کثرت کے اعصاب کو ڈھیلا بنا دیا ہے۔ یا بچپن کی بے اعتدالیون نے بیکار بنا دیا ہے وہ ہمارے ان حبوب کا استعمال کرین۔ پھر دیکھیے۔ کہ آپ کیونکر اپنی کمزوری کے شاکی ہو سکتے ہین۔ یہ حبوب حلق سے اترتے ہی اپنا اثر تمام پٹھون پر کر دیتی ہین۔ پس کمزور کو آب حیات ہین۔ قیمت سائٹھ عدد حبوب ۳ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین و محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام لب گڈھ ضلع دہلی

روزانہ پیسہ اخبار لاہور

ہندوستان بھر مین بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے۔ ہر روز باتصویر چھپتا ہے ہر روز ایک دلکش کارٹون بھی موجود ہوتا ہے تازہ سے تازہ خبرین اور تاریخی مضامین چھپ جاتی ہین اس کا ایڈیٹوریل نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے رائین اور واقعات نہایت مدلل اور معقول و بجا ہی ہین۔ اسی لئے تمام حلقوں مین نہایت عزت اور وقار سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ رئیس اور رعیت دونوں کا دلی دوست اور خیرخواہ ہے اگر آج تک آپ نے دیکھا نہ ہو۔ تو ایک بار ضرور ملاحظہ فرمائیے نمونہ مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ صرف ۔ (پونے چار روپیہ) پیشگی آنے پر جاری ہوتا ہے۔ درخواستون کا پتہ۔ مینیجر پیسہ اخبار لاہور

روزانہ اخبار عام

تازہ بتازہ خبریت۔ دلچسپ ایڈیٹوریل۔ ہر روز لاہور سے یہ اخبار نکلتا ہے۔ پنجاب کا سب سے پہلا۔ اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہی ہے۔ دلچسپ اور مقبول خلائق۔ نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھین

مینیجر روزانہ اخبار عام

جید برقی پریس قادیان مین میان معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔